ڈاکٹر وحید الرحمٰن شاہ صاحب
صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور

ایک فقہی مخطوطہ

لطائف الحواشی (عربی قلمی)

حافظ محمد ہشت نگری قدس سرہٗ

ارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فاضل اور روحانی پیشوا حضرت مولانا حافظ محمد ابن مولانا دور خان سڑبنی علاقہ ہشت نگر (چارسدہ) پشاور کے موضع کلہ ڈھیر منصل عمر زئی میں تقریباً ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ بنی اسرائیل سڑبنی کی شاخ محمد زئی (پٹھان) سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حافظ جی صاحب کے نام سے مشہور ہیں [1]

حافظ صاحب سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں حافظ اخوند محمد صدیق المعروف بشونٹری صاحب بنیر (متوفی ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ء) کے مرید و خلیفہ تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو مرشد نے سلاسل چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، شطاریہ اور قلندریہ میں بھی مجاز طریقت فرما کر سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ اور یاد الٰہی کی تعلیم دینے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ آپ نے کلہ ڈھیر منصل عمر زئی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں تصوف و سلوک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور درس قرآن و حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کو تجوید پر بڑا عبور تھا اور علم فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ۶ / ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ مطابق ۲۲ / دسمبر ۱۷۹۱ء میں فوت ہوئے۔ مزار موضع کلہ ڈھیر عمر زئی چارسدہ میں مرجع خاص و عام ہے [2]

حافظ جی صاحب کی وساطت سے صوبہ سرحد اور افغانستان میں سلسلہ قادریہ کے عظیم الشان فیوض و برکات

---

[1] تواریخ حافظ رحمت خانی اشاعت سوم۔ روشن خان ص ۴۲۵ (ب) احوال العارفین مولفہ حافظ غلام ص ۷۷

[2] مرآۃ الاولیار (قلمی) حافظ محمد شعیب تور ڈھیری ص ۶۸ (ب) احوال العارفین ص ۸۷ (ج) تذکرہ علمار و مشائخ سرحد ج ۲ سید محمد امیر شاہ قادری پشاوری ص ۲۶۷، ۲۶۸ (د) تیرہ ہیر شاعران عبدالحلیم اثر ص ۹۰-۹۶

پھیل چکے ہیں۔ آپ کے بے شمار خلفا گذرے ہیں جن میں نامور خلیفہ حافظ محمد شعیب تورڈھیری صاحب (۱۲۴۸ھ ۔ ۱۸۳۲ء) تھے۔ پھر تورڈھیری صاحب کے نامور خلیفہ اخوند عبدالغفور المعروف سوات باباجی صاحب (متوفی ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ء) تھے۔[۱]

زیر نظر کتاب کے علاوہ حافظ جی صاحب نے علم فقہ کی مشہور کتاب منتخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کے اشعار کی شرح اور مختلف پشتو رباعیات لکھی ہیں۔ یہ شرح بمعہ حاشیہ مولانا عین اللہ لمغانی نے طبع کرائی ہے۔ علاوہ ازیں نون قطنی کے اثبات میں دو رسائل بھی تحریر فرمائے جو اب نایاب ہیں۔

زیر نگاہ کتاب لطائف الحواشی شرح حاشیہ خطبہ چلپی المولی یوسف بن جنید المعروف اخی چلپی (المتوفی ۸۸۶ھ ۔ ۱۴۸۱ء) اور شرح وقایہ الصدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود (المتوفی ۷۴۷ھ ۱۳۴۶ء)[۲] جو حافظ اخوند محمد صدیق بشونٹری صاحب (م ۱۱۹۸ھ ۔ ۱۷۸۴ء) کے مرید خلیفہ اور حافظ جی صاحب عمرزئی (۱۲۰۶ھ ۱۷۹۱ء) کے پیر بھائی مولانا محمد مرتضیٰ مرحوم کے خاندان کے میاں بادشاہ صاحب ساکن بام خیل صوابی (مردان) کا مملوکہ ہے۔ یہ مخطوطہ ۹×۷ انچ کے سائز کے ۹۴۔ اوراق ۱۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ پر ۱۸ سطور ہیں۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے۔

آغاز کتاب بعد تسمیہ کے مندرجہ ذیل ہے[۳]

نصمدك اللهم لا اله الا انت وحدك لا شريك لك اليك المصير و
قوتك يحق الحق ويبطل الباطل وانت اللطيف الخبير ﷺ

یہ کتاب خطبہ چلپی اور شرح وقایہ کے مشکل و مدقق مقامات کا حل ہے۔ اور دونوں کی عبارتوں پر بقدر ضرورت علمی تحقیق ہے۔ دیباچہ میں مؤلف سبب تالیف کے متعلق لکھتے ہیں[۴]

"اما بعد فيقول العبد المشتاق الى رضا ربه حافظ محمد بن ملاد ورنعان غفرالله
له ولوالديه واحسن اليهما واليه اردت ان اكتب شرحا على خطبة الچلپی
وشرح الوقاية بقدر الوسع والطاقة موسوما بلطائف الحواشی مجموعا
فيه دقائق الشروح والحواشی والله الملهم لصواب واليه المرجع والماب"

---

[۱] (ل) مرأۃ الاولیاء ص ۶۸ (ب) تواریخ حافظ رحمت خانی ص ۳۰۳۔ ۴۰۴، (ج) روحانی رابطہ، عبدالحلیم اثر ص ۹۲ تا ۹۶، (د) تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم ص ۲۶۷، ۲۶۸ (ر) اخون صاحب سوات نصراللہ خان نصیر ص ۵ تا ۸ (ک) تیرہ پیر شاعران عبدالحلیم اثر ۹۰۔ ۹۶ (گ) اردو دائرہ معارف زیر اہتمام دانشگاہ پنجاب جلد ۶ ص ۳۳۳ [۲] ابواب المعارف العلمیہ مولانا عبدالرحیم ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ [۳] لطائف الحواشی قلمی عربی ص ۱ [۴] ایضاً

حاشیہ خطبہ چلپئی میں حافظجی صاحب نے ہر لفظ کی لغوی تحقیق کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس لفظ کی اصطلاحی اور عرفی تعریف بھی پیش کی ہے۔ لغت کی تحقیق میں امام راغب ابوالقاسم الحسین الاصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ ۱۱۰۸ء) کی کتب لغت اور مولے شمس الدین محمد خراسانی قہستانی (المتوفی ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء) کی جامع الرموز وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

لغوی تحقیق میں جگہ جگہ بطور استشہاد کے بعض آیات قرآنی بھی پیش کی ہیں۔ اور ان آیات کی تفسیر عبداللہ بن عمر البیضاوی (المتوفی ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء) کی تفسیر بیضاوی سے نقل کی ہے۔ علاوہ ازیں صرفی۔ نحوی تحقیق اور تقدیر مقدرات مفرد کی جمع اور جمع کی مفرد بھی روان پیش کی ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ میں فاضل مصنف نے بعض عبارتوں پر محققانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ اس حاشیہ میں آپ نے رضی الدین ابوالعلا محمد سرخسی (م ۶۷۱ھ ۱۲۶۳ء) کی محیط۔ عصام الدین ابراہیم بن محمد اسفرائنی (م ۹۴۳ھ ۱۵۳۶ء) کا حاشیہ العصامیہ اور محمد علاؤالدین حصکفی (م ۱۰۸۸ھ ۱۶۷۷ء) کی در مختار سے استفادہ کیا ہے[1]

زیر نظر مخطوطہ میں مصنف نے مختلف علوم سے تعرض کیا ہے۔ مثلاً علم البیان۔ علم ریاضی والہیئۃ۔ علم الصرف۔ علم النحو علم الاصول۔ اشتقاق علم منطق وغیرہ اور ان سے بقدر ضرورت استفادہ بھی کیا ہے۔ مثلاً ص۴ پر التفات کی تعریف میں بہت آگے نکل گئے ہیں جو علم البیان کی اصطلاح ہے۔ لکھتے ہیں :۔

والالتفات عند علماء المعانی ان یعبر عن شیء باحد الطرق الثلث وھی الخطاب والغیبۃ والتکلم ثم یعبر عن ذلك الشيء بطریقۃ اخری منھا بشرط ان یکون التعبیر الثانی علی خلاف مقتضی المقام کما عبر فی سورۃ الفاتحۃ عنہ تعالی بلفظ الغیبۃ وھو اللہ والرب والمالك ثم عبد عنہ تعالی بلفظ الخطاب فی قولہ تعالی ایاك نعبد وایاك نستعین فانقلت یفھم من قولہ کتبت واتخذت ان ھذہ الخطبۃ الحاقیۃ بعد اتمام ھذا الشرح ومن قولہ فافتح فی ھذا الشرح معلقاتہ ایضاً انشاء اللہ تعالی ان ھذہ الخطبۃ الحاقیۃ ابتدائیہ ومن قولہ فشرعت فی اسعاف مرامہ فتوفاہ اللہ تعالی قبل اتمامہ یفھم ایضاً ان ھذاہ الحاقیۃ لانہ یفھم منہ ان الخطبۃ

---

[1] (۱) فہرست مخطوطات پنجاب یونیورسٹی جلد اول از قاضی عبدالنبی کوکب ص ۱۸۱ (ب) لباب المعارف العلمیہ حصہ اول مولانا عبدالرحیم ص ۶، ۹۱، ۹۵، ۲۵۴، ۲۵۸۔

بعد الوفات والاتمام ففی هذہ العبارۃ تعارض فلنا یمکن ان یجاب عنہ بان الخطبۃ ابتدائیۃ بان یکون معنی قولہ فکتبت فاردت ان اکتب ویکون المراد من الشروع فی قولہ فشرعت فی اسعاف مرامہ الشروع فی الخطبۃ ویحتمل ان یکون موت ولدہ حین الشروع فی الخطبۃ کما ینھم من الفاء فی قولہ فتوفاہ اللہ تعالی فحکی عن موتہ ودعالہ ھذا ماتیسر لنا فی ھذا المقام واللہ اعلم

اس حاشیہ میں بعض ایسے فوائد بھی ہیں جن سے مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)[1] کی مشہور حاشیہ عمدۃ الرعایہ بھی خالی ہے۔ مثلاً ابتدا میں لفظ لحلقاً لحلقاً آیا ہے۔ تو مصنف نے اس کی وضاحت میں جو تین استعارے بیان کئے ہیں وہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے حاشیہ میں نہیں ملتے۔

زیر نظر کتاب کے صفحہ ۴ پر ہے۔

وکنت اجری ای اسیر فی میدان حفظہ طلقاً طلقاً ای شوطاً شوطاً شبہ حفظ الوقایۃ بالمقصود فی الارض فی ان الوصول الی کل واحد منھما بدرجتہ درجۃ ثم حذف المشبہ بہ وآلۃ التشبیہ ووجہ ذکر المشبہ فھذا استعارۃ بالکنایۃ واثبات المیدان اللازم لمقصود الارض للحفظ استعارۃ تخیلیۃ واثباۃ الجری المناسب لمقصود الارض للحفظ ترشیحیۃ۔

مذکورہ عبارت میں شارح نے حفظ وقایہ کو مقصود (مسائل فقہ) سے تشبیہ دی۔ کیونکہ ان میں سے (مقصود میدان) سے ہر ایک تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے۔ مشبہ بہ اور آلۃ التشبیہ کو حذف کر کے صرف مشبہ کا ذکر کیا۔ جو استعارہ بالکنایہ ہے اور حفظ مقصود کے لئے جس میدان کا اثبات لازم ہے۔ اس کو استعارہ تخیلیہ کہتے ہیں اور میدان مقصود کے لئے لفظ جری کی مناسبت کے ثبوت کو استعارہ ترشیحیہ کہتے ہیں۔

اس متن کی شرح مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایہ جلد اول میں صفحہ ۴۸ پر مندرجہ ذیل میں لکھی ہے:۔

وکنت اجری فی میدان حفظہ طلقاً طلقاً۔ قولہ طلقاً طلقاً ھو بفتحتین یقال للشوط وھو مقدار جری الفرس وغیرہ الی غایۃ مامرۃ ومنہ طاف بالکعبہ

---

[1] تذکرہ علمائے ہند از مولوی علی رحمان ص ۲۸۸

سبعۃ اشواط سعی بین الصفا والمروہ سبعۃ اشواط وعدی الفرس طلقا و
طلقتین والفرس انہ کان یحفظ مقدار مایولفہ ولیس بسین ہ

حافظ جی صاحب (متوفی ۱۲۰۶ھ ۱۷۹۱ء) سے قبل مولانا عنایت اللہ قادری قصوری (متوفی ۱۱۴۱ھ
۹-۱۷۲۸ء) نے شرح وقایہ کا حاشیہ "غایۃ الحواشی" لکھا جس میں آپ نے اس کثرت سے فقہی مسائل
ومباحث کی تفصیل وتوضیح کی ہے کہ بقول مولانا عبدالحیٔ لکھنوی ایک فقہی دائرۃ المعارف معلوم ہوتا ہے
لیکن غایۃ الحواشی میں وہ محاسن اور علمی خوبیاں نہیں ہیں جو خوبیاں زیر نظر کتاب میں بوجہ مختلف علوم و
فنون کے پائی جاتی ہیں۔

شرح وقایہ کی عبارت پر جو سوالات وارد ہوتے ہیں۔ ان کا مکمل جواب دیا ہے۔ اور جہاں جواب ہو اور
سوال نہ ہو تو سوال کا ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں سخت ترین عبارتوں کی آپ نے بہت اچھے اور محققانہ انداز میں
وضاحت کی ہے۔

یہ حاشیہ علمی میدان میں بہت کارآمد ہے البتہ اس میں صرف اس قدر کمی ہے کہ مصنف نے محققانہ بحث
تو کی ہے لیکن محدثانہ بحث سے اجتناب کیا ہے۔ باوجود اس کے علماء و طلباء دونوں طبقوں کے لئے مفید ہے
اس کا دوسرا نسخہ کہیں نہیں ملا۔ یہ حفاظت واشاعت کا مستحق ہے اور صوبہ سرحد کی اسلامی فقہی ادب میں ایک
بیش بہا علمی ذخیرہ ہے۔

بقیہ از جہاد اور اسلام صلا۳

لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی جہاد ہے بشرطیکہ اس میں یہ نیت ہو۔ کہ یہ جہاد کے کام میں استعمال ہو گی۔ اس طرح کپڑے
کے کارخانے میں کام کرنے والے یہ کپڑے مجاہدین کے کام آئیں گے۔ یہ بھی جہاد ہے۔ اسی طرح کاشتکار جب غلے
کی کاشت کرتا ہے تو وہ اگر یہ نیت کرلے کہ یہ مجاہدین کھائیں گے تو یہ بھی جہاد ہے اس لئے کہ بغیر کھانے پینے
جہاد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہسپتال میں زخمیوں اور بیماروں کا علاج اور خدمت گذاری بھی جہاد ہے اور بایں
اور ریل گاڑی اور دیگر ذرائع آمد ورفت وغیرہ میں کام کرنے والے بھی مجاہدین کی صف میں شامل ہیں۔ جب ان
کی نیت یہ ہو کہ اس میں مجاہدین کو رسد اور کمک پہنچائی جائے گی۔

اسلام میں جہاد کا دائرہ بہت وسیع ہے اور جہاد کے موقعہ میں حکومت کی فوج، پولیس صنعتی زرعی مواصلاتی
اشاعتی، نشریاتی تمام محکمہ جات جہاد کے زمرہ میں داخل ہیں۔